رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر ◆ کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو ◆

ایڈیٹر۔ غلام نبی ◆ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | ۲۳۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء | دو شنبہ | مطابق ۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۶۳

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۲۲ و ۲۳۔ فروری کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین کا لیکچر امرتسر میں ہونے کے باعث ان دو تاریخوں میں مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعطیل کی گئی۔ تاکہ اساتذہ وغیرہ اس لیکچر سے مستفیض ہو سکیں ؛

سیدنا حضرت امام کے لیکچروں کی مفصل روئداد عنقریب میں پہنچ چکی ہیں۔ جو آہستہ آہستہ انشاء اللہ آپ کی نظر سے گذریگی۔

اسی پرچہ میں مینجر صاحب کا اعتذار کسی دوسری جگہ پر پڑھینگے۔ سلیٹ پتھروں کی کمی کے باعث خدا جانے کب تک آپ کو آٹھ صفحہ کا اخبار پڑھنے کو ملے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر لاہور کے حالات

یہ مضمون جو درج ذیل ہے۔ ان رپورٹوں کی بناء پر مرتب کیا گیا ہی جو کہ مجی جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے حضور کے سفر لاہور کی روزانہ ڈائری کے طور پر دفتر الفضل میں بھیجی ہیں۔ چونکہ ان رپورٹوں کا بعض حصہ اخبار میں آچکا ہے اور بعض مفصل آئیگا۔ اس لئے جو شائع ہو چکا۔ اسکو چھوڑ کر باقی کو بطور اختصار ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ مگر قبل اس کے کہ رپورٹوں کا خلاصہ درج ہو میں یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے جو یہ لکھا تھا کہ روانگی سے قبل مسجد مبارک میں حضور نے دعا فرمائی یہ درست نہیں بلکہ بیت الدعا میں دعا کی تھی۔ باہر جب معلوم ہوا تو تمام مجمع بھی دست بدعا ہو گیا تھا (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

حضرت خلیفۃ المسیح جب ڈالہ کے قریب پہنچے۔ تو سواری سے اُتر پڑے۔ اور تمام قافلہ بھی پیدل ہو گیا۔ رات بھر سٹیشن بٹالہ پر آرام فرمایا۔ باقی حالات آپ پڑھ چکے ہیں۔ ۱۳۔ فروری کو لاہور میں حضور کے قیام گاہ پر بعض غیر مبایعین آئے اور گفتگو کی جو ساتھ ساتھ قلمبند کیگئی۔ (اور عنقریب انشاء اللہ شائع ہوگی) اسی دن جناب حافظ روشن علی صاحب لاہور پہنچ گئے ۴ بجے سیر کیلئے حضور تشریف لے گئے۔

۱۵۔ فروری کو بیرونجات سے اور بہت سے احباب لاہور آگئے ایک بجے مسٹر رچرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج حضور سے ملاقات کے لئے آئے۔ ان سے جو گفتگو ہوئی۔ وہ اسی اخبار میں درج ہے۔ سوا دو بجے حضور بریڈلا ہال کی طرف تشریف لیگئے اور پونے تین بجے وہاں پہنچ گئے۔ تقریر کا کسی قدر حال آپ پڑھ چکے ہیں۔ مفصل اگلے پرچہ میں ملاحظہ فرمائینگے۔

۱۶۔ فروری۔ بوقت شب کے خط میں مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ ڈاک جو دار الامان میں ۱۴۔ فروری کو حضو

کوملتی - وہ سولہ کو لاہور میں ملی - احباب مطمئن رہیں - ان کے خطوط حضور کو پہونچ گئے - اور حضور ان کے لئے دُعا فرماتے ہیں - اس دن دو شخصوں نے بیعت کی - فالحمد للہ

۱۷ - فروری بوقت شب - آج صبح حضور کی طبیعت اچھی تھی - مگر سر درد کا دورہ تھا - اس لئے لوگوں سے زیادہ ملاقات نہ کر سکے - ایک صاحب کینٹونمنٹ مجسٹریٹ (مسلمان) نے حضور سے ملاقات کی - اور قریباً آدھ گھنٹہ تک گفتگو کرتے رہے - صاحب موصوف ایک روشن ضمیر اور بلند ہمت انسان ہیں -

سوا سات بجے شام حضور کا اسلامیہ کالج میں لیکچر تھا اس لئے مغرب کی نماز پڑھ کر ٹھیک ۷½ بجے مع خدام حضور وہاں پہونچ گئے - جناب خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب بی - اے بیرسٹرایٹ لاء صدر جلسہ تھے - حضور نے ٹھیک ۸ بجے اپنی تقریر شروع کی - کالج کا ہال سامعین سے بالکل پُر تھا - بعض ہندو مستورات بھی تشریف لائے ہوئے تھے - پورے ۲½ گھنٹہ حضور نے تقریر فرمائی - اور سامعین ہمہ تن گوش بنے بیٹھے رہے -

اسلامی تاریخ کے ابتدائی اختلافات کی وجوہات حضرت علی رضہ کی خلافت کے دردناک واقعات صحابہ کرام کے آپس کے تعلقات اور ان کے صحیح خیالات کا پورا پورا نقشہ کھینچا - یورپین مورخین کے باطل خیالات کی حضور نے واقعات اور زبردست شہادات سے تردید کی - اور جو غلط الزامات صحابہ کرام پر ناواقفی سے لگائے جاتے تھے - ان سب سے ان کو بالکل بری ثابت کیا - تمام سامعین کے دل ان کے اخلاص ایمان اور نیک نیتی کو دیکھ کر درد اور محبت سے بھر گئے -

لیکچر کے بعد صدر جلسہ نے حضور کا شکریہ ادا کیا - اور حضور کے تبحر علمی کا اعتراف کیا - اور کہا کہ حضور کی تحقیقات بالکل غیر معمولی اور نرالے رنگ کی ہے محض مطالعہ سے یہ باتیں حاصل نہیں ہو سکتیں بلکہ ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ -

فالحمد للہ علی ذالک - (مفصل پھر)

حضرت خلیفۃ المسیح لاہور میں

۱۵ - فروری ۱۹۲۰ء

مسٹر رچرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج سے گفتگو

۱۵ - فروری ۱۹۲۰ء کو بوقت قریباً دس بجے مسٹر رچرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج احمدیہ ہوسٹل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی ملاقات کے لئے آئے - مکرم چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی اے کے ذریعہ جو بطور ترجمان تھے - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ احسان کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی -

پرنسپل صاحب - آج آپ کی تقریر کس رنگ میں ہو گی -

حضرت خلیفۃ المسیح - میرا ارادہ یہ بیان کرنے کا ہے کہ آیا عیسائیت کی تعلیم سے امن قائم ہو سکتا ہے یا اسلامی تعلیم سے - اس کے بیان کرنے کے دو طریق ہیں - ایک تو یہ کہ عیسائیت اور اسلام کی تعلیم کا مقابلہ کر کے دکھایا جائے دوسرے یہ کہ اسلام کے وہ اصول بتلائے جائیں - جن سے امن قائم ہو سکتا ہے ہمارا دعویٰ ہے - اور ہم اس کو ثابت کر سکتے ہیں - کہ اسلام دنیا میں اس لئے آیا ہے - کہ امن قائم کرے - اور وہ اصول بتلائے - جنکے ذریعہ امن ہو سکتا ہے - میرے نزدیک عیسائیت میں بھی بعض باتیں اچھی ہیں لیکن اسلام میں ان سے بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں ؛

پرنسپل صاحب - میں یہ سنکر بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ یہ مانتے ہیں - کہ عیسائیت میں بھی کچھ خوبیاں ہیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح - ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ نہ صرف عیسائیت میں بلکہ تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں تھیں - اور ہیں - اسی سے وہ دنیا میں چلے اور قائم رہے - ورنہ وہ چل ہی نہ سکتے - اصل میں بہت سی باتوں کے متعلق اکثر مذاہب میں اتفاق پایا جاتا ہے - اور اختلافات چند ہی باتوں میں ہوتے ہے اسلام اور مسیحیت کا جو زیادہ اختلاف ہے - وہ یہ ہے کہ ہم دعوے کرتے ہیں کہ اسلام میں عیسائیت کی نسبت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے - نہ یہ کہ عیسائیت میں جو صحیح اور درست تعلیم ہے - اسکو بھی ہم رد کرتے ہیں -

پرنسپل صاحب - ہمارے خیال میں دُنیا کے امن کے لئے تمام مذاہب کو متفقہ طور پر کوشش کرنی چاہیئے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح - یہ ٹھیک ہے - اور ہمارے قرآن سے ظاہر ہے - کہ دنیا کے بڑے بڑے مذہب قیامت تک رہینگے قیامت کی خواہ کوئی حد بھی جائے - لیکن اس حد تک تمام مذاہب ضرور رہینگے - اس صورت میں دنیا میں امن اسی طرح قائم ہو سکتا ہے کہ تمام مذاہب کے لوگ ملکر کام کریں - لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں - کہ امن کی دو شقیں ہیں - ایک شق کا امن تو وہ ہے - جو انسانوں کو آپس کے تعلقات کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے - اور دوسرا امن خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے سے مل سکتا ہے - اب وہ امن جو انسانوں کے آپس کے تعلقات سے حاصل ہو سکتا ہے - اس کے لئے تو آپس کے سمجھوتہ اور سب کے ملکر کام کرنے کی ضرورت ہے لیکن دوسرا امن جو دل کا امن ہے - وہ اسوقت تک حاصل نہیں ہو سکتا - جب تک انسانوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہو - اور خدا تعالیٰ سے تعلق اسلام کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے - اس لئے یہ دل کا امن سوائے ان لوگوں کے جو حقیقی طور پر اسلام کے پیرو ہوں - اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا ؛

پرنسپل صاحب - آپ کب تک یہاں ٹھہرینگے -

حضرت خلیفۃ المسیح - غالباً جمعہ تک ٹھہروں گا ؛

پرنسپل صاحب - آپ کی جماعت کے طلباء جو کالج میں ہیں - وہ بہت باادب اور فرمانبردار ہیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح - ہماری تعلیم ہر اس شخص کیلئے جو ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے - یہی ہے - کہ جہاں کہیں بھی وہ ہو - وہاں جن کے ساتھ بلکہ اُسے کام کرنا ہو ان سے ایسے تعلقات رکھے - کہ امن قائم رہے - اور کسی قسم کی قباحت پیدا نہ ہو - اور بچوں اور نوجوانوں کو تو ہم خاص طور پر ادب اور فرمانبرداری کی تعلیم دیتے ہیں - اور اپنے اُستادوں کی عزت کرنے کی خاص طور پر تاکید کرتے ہیں -

پرنسپل صاحب - آپ کی جماعت کے طلباء نے گذشتہ بدامنی کے ایام میں ہی اچھے طرز عمل کا ثبوت نہیں دیا - بلکہ ہمیشہ سے وہ ایسے ہی ہیں ؛

اس کے بعد پرنسپل صاحب حضور سے ہاتھ ملا کر تشریف لے گئے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۳ - فروری سنہ ۱۹۲۰ء

شعرائے جماعت احمدیہ بیدار ہوں

ان من البیان لسحراً و ان من الشعر لحکمۃ

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ اعجازی کلام دیا گیا۔ جس کے مقابلہ میں عرب العرباء گونگے ہو گئے۔ اور ان کی زبانوں پر قفل لگ گئے۔ اور وہ لوگ جن کی فصاحت و بلاغت اور زبان آوری اور شاعری کا ایک دنیا لوہا مان رہی تھی۔ قرآن کی معجز بیانی دیکھ کر ایسے خاموش ہوئے۔ کہ عہد کر لیا کہ آیندہ زندگی بھر شعر نہ کہیں گے۔ اگر اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو تاریخ اسلام میں لبید کا حال پڑھو۔ جن کا ایک مشہور قصیدہ سبعہ معلقات میں شامل ہے۔ مگر اس کے باوجود کفار کے وفود دربار رسالت میں آتے اور مطالبہ کرتے تھے کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم فلاں قوم اور فلاں قبیلہ کے نمائندے ہیں۔ اور ہمیں اپنی قوم کی طرف سے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے اور ہم تمہارے دعوے کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ طریق فیصلہ یہ ہے کہ تم اپنے خطیب کو ہمارے خطیب کے مقابلہ میں نکالو۔ اور اپنے شاعر کو ہمارے شاعر کے مقابلہ میں کھڑا کرو۔ اور اگر تمہارا خطیب ہمارے خطیب سے تمہارا شاعر ہمارے شاعر سے بڑھ گیا۔ تو ہم مان لینگے کہ واقعی تمہارا دعوےٰ حق اور تم خدا کے نبی اور رسول ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ اور ان کے خطیب کے مقابلہ میں اپنے خطیب کو پیش کرتے ہیں۔ خدا کے نبی اور نبیوں کے سردار کا خطیب فصاحت میں کفار کے خطیب سے بڑھ جاتا ہے۔ پھر شاعر میدان میں نکلتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں

دربار رسالت کے شاعر

اور مداح رسول حضرت حسان بن ثابت نکلتے ہیں۔ خدا کا نبی فرماتا ہے۔ کہ حسان ان کی ہجو کرو۔ ان کے مقابلہ میں شعر کہو۔ روح القدس تمہاری تائید میں ہے۔ اس تقابل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دربار نبی کا شاعر اپنے زور کلام میں کفار کو بہا لے جاتا ہے۔ اور کفار کا وفد مجبور ہوتا ہے کہ خدا کے نبی کی نبوت پر ایمان لائے۔

اس سے کیا نتیجہ نکلا۔ یہی کہ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نبوت و رسالت سے سرفراز کرتا ہے۔ ان کے لئے وہ تمام سامان اور ذرائع مہیا کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ لوگوں کے قلوب میں حق بیٹھے۔ اور وہ حق کیطرف مائل ہوں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تو کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کفار کے خطیب کے مقابلہ میں اپنا خطیب اور شاعر کے مقابلہ میں اپنا شاعر پیش نہ کرتے۔ لیکن خدا کے نبی چونکہ نباض ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ ذرائع جن سے لوگوں کے قلوب میں ایک خاص کیفیت اور ان کے جذبات میں تموج و ہیجان اور تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے۔ خطبہ و شعر بھی ہیں۔ ایک کامیاب اور اعلےٰ درجہ کا خطیب طاقت رکھتا ہے۔ کہ اپنے خطبہ سے لوگوں کو ادھر سے ادھر کر دے۔ اور

ایک واقعی شاعر

میں طاقت ودیعت کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے اشعار سے لوگوں کے جذبات پر قابو پا لے۔ اور ان کے قلوب کو تسخیر کرے۔ اس لئے خدا کے نبی ہرگز ایسی بات سے پرہیز نہیں کرتے۔ کہ وہ ایک ایسے کامیاب جائز طریق کو چھوڑ دیں۔ جو لوگوں میں حق پھیلانے کا نہایت مفید و اعلیٰ ذریعہ ہو۔

اور یہ ظاہر ہے۔ کہ خدا نے شعر میں جو قوت رکھی اور اثر بخشا ہے۔ وہ نثر کے سینکڑوں صفحات سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسی لئے منطقیین نے قیاس برہانی کے ساتھ ساتھ

قیاس خطابی و شعری

کو بھی رکھا ہے۔

پس ہماری جماعت جو اس زمانہ میں حق کے پھیلانے کے لئے خدا کی طرف سے خدا کے ایک مامور کے ذریعہ مامور ہے۔ نہیں ہو سکتا۔ کہ ان حق پھیلانیوالے ذرائع کو چھوڑ دے۔ اور ان سے کام نہ لے۔

اگر ہم اپنے سلسلہ کی تاریخ پر غور کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان دونوں ذرائع سے ہمارے ہاں بھی کام لیا گیا ہے۔ جلسہ مہوتسو کو کوئی احمدی نہیں بھول سکتا کیونکہ اس دن تمام مذاہب پر اسلام کی فتح اور اسلام کے نمائندے کی برتری ثابت ہوئی۔ وہ دن وہ تھا کہ حضرت اقدس کا خطبہ

حضرت اقدس کے ایک خطیب نے

پڑھا۔ اس خطبہ میں کیا قوت تھی۔ اور اس نے کیا اثر پیدا کیا۔ یہ اگر رپورٹ کو پڑھا جائے۔ اور ان تمام حالات کی شرح بیان ہو تب معلوم ہو سکتا ہے لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ جس وقت وہ خطبہ پڑھا جا رہا تھا۔ تو اس نے اپنے معجزانہ اثر سے یہ رنگ پیدا کیا تھا۔ کہ لوگ گویا حیرت کے مجسمہ بنے ہوئے تھے۔ اور ان میں کوئی حس و حرکت نہ تھی۔ اور اس میں اسقدر جاذبیت تھی۔ کہ در آنحالیکہ اس خطبہ کے لئے بہت کم وقت رکھا گیا تھا۔ تاہم لوگوں کے اصرار پر نہ صرف اس خطبہ کے پڑھنے والے کو اور وقت دیا گیا۔ بلکہ ایک تاریخ بڑھانی پڑی۔ اور حضرت مسیح موعود نے اپنے خطیب حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مرحوم کو

اپنی جماعت کا معزز فرد اور اسلام کے بہادر سپاہی

کا خطاب دیا۔

اسی طرح حضرت اقدس ؑ نے عربی قصائد لکھے۔ اور دنیا کو دعوت دی۔ کہ اگر کسی کو فصاحت و بلاغت کا دعویٰ ہے۔ تو ان کے مقابلہ میں لکھے۔ اور انعام پائے۔ مگر دنیا اس مقابلہ سے عاجز تھی۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہمارے احمدی شاعر اس ذریعہ سے حق کی اشاعت نہ کریں۔

جناب مولوی سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت اٹاوہ نے مجھے اپنے ایک مکرمہ نامہ میں بات لکھی۔ کہ میر انیس اور مرزا دبیر نے یہ دیکھ کر کہ شاعری سے

کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔ شاعری کے ذریعہ ہندوستان میں شیعیت کی تبلیغ کی۔ کیا ہمارے

احمدی شاعر

اپنی خداداد قوت سخن گوئی سے کام لے کر تبلیغ حق سے گریز کرینگے۔

اگر غور کیا جائے اور دیکھا جائے۔ کہ انیس و دبیر کے پاس وہ کیا چیز تھی۔ جس نے ان کے کلام کو اتنا بلند اور موثر کر دیا۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ وہ صرف ایک واقعہ کربلا تھا جس نے ان کے کلام میں ایک اثر پیدا کر دیا۔ یہ سچ ہے۔ کہ ان سخنوروں نے اپنے زور بیان سے اس واقعہ کو کچھ سے کچھ اور رائی سے پہاڑ بنا دیا۔ مگر تاہم ماننا پڑے گا۔ کہ ان کی شاعری میں ایک حد تک اصلیت تھی۔ لیکن اگر ہمارے شاعر ادھر توجہ کریں۔ تو ان کے پاس استقدر سامان ہیں۔ اور اتنے مضامین ہیں۔ کہ ان کو ضرورت ہی نہیں۔ کہ وہ رنگ آمیزی سے اپنے کلام میں اثر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ وہ چیزیں جن سے شاعری شاعری بنتی ہے۔ یہ ہیں۔ کہ خدا کی محبت کے راگ گائے جائیں۔ سو ہم جانتے ہیں کہ اگر کوئی احمدی شاعر

خدا اور بندوں کے تعلق اور محبت۔

پر نظم لکھے۔ دوسرا نہیں لکھ سکتا۔ کیونکہ اس کا خدا سے تعلق ہے یا اس نے دیکھا ہے۔ کہ خدا کے تعلق سے آدمی کیا ہو جاتا ہے۔ اگر

پیغمبر کی نعت۔

موثر ذریعہ ہے۔ تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ احمدی نے

احمدؐ کو دیکھ کر

محمدؐ کو [illegible] کو پہچانا ہے۔ اس لئے جیسا نقشہ دیکھنے والا کھینچ سکتا ہے۔ سننے والا اس کو کہاں کھینچ سکتا ہے لوگوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں قصائد لکھے ہیں۔ مگر اتنے بے رنگ اور ایسے بے اثر کہ [illegible]

ان سے متلذذ نہیں ہو سکتا۔ مگر ان کے مقابلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت میں قصائد لکھے ہیں۔ کون ہے۔ جو ان کو پڑھے۔ اور ان سے متاثر نہ ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ حضرت مسیح موعود نے جو فرمایا۔ وہ حال تھا۔ دوسرے جو کہتے تھے۔ وہ محض قال۔ دوسروں نے خیالی باتوں کو زور دار بنانے کی کوشش کی۔ مگر

حضرت مسیح موعود نے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کارناموں سے قصائد کو رنگین کیا۔ اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو۔ کہ واقعات اور سچے واقعات میں جتنی تاثیر ہوتی ہے۔ وہ محض تخیلات میں نہیں ہو سکتی۔

پھر دنیا سے مقابلہ اور فتحمندی کے عزم و ارادے بھی شاعری کے لئے اکسیر ہوتے ہیں۔ وہ بھی ہم میں کم نہیں۔ کیونکہ ہم خدا کے فضلوں اور وعدوں کی بنا پر یقین رکھتے ہیں کہ مستقبل قریب میں دنیا پر مذہبی تفوق ہمیں کو حاصل ہو گا۔ کیونکہ دنیا جس گوہر کی تلاش میں ہے۔ وہ خدا کے فضل سے احمدؐ کے غلاموں کو حاصل ہے۔ جو لوگ اس گوہر کے جویاں ہیں۔ ضرور ہے کہ وہ لوائے احمدؐ کے نیچے جمع ہوں۔

شاعری کو تضیع اوقات، اور مشغلہ بیکاری کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ کونسی شاعری ہے؟ وہی جس کی بنیاد محض گل و بلبل کے افسانے اور خیالی موت و حیات کے نوحے و ترانے ہوتے ہیں مگر جس شاعری کی محض یہ غرض ہو کہ

کلمۂ حق بلند ہو

اور دنیا میں حق پھیلے۔ اور خدا کا جلال ظاہر ہو۔ اور خدا کی محبت سے سینے معمور ہوں۔ اور باطل کا سر کچلا جائے اور دنیا میں حقیقی امن و امان کا دور دورہ ہو۔ اور قرآن کے کمالات ظاہر ہوں۔ اور لوگوں کو معلوم ہو کہ خدا کا کلام کیسا پیارا کلام ہے۔ اور اس میں کیا کیا برکات و انوار و تجلیات بھرے ہیں۔ ایسی شاعری

نہ صرف جائز بلکہ مناسب و واجب ہے۔ یہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک غزل میں جو قرآن کریم کی تعریف میں حضور علیہ السلام نے کہی ہے۔ ادا کیا ہے۔ اور جس کا یہ شعر ہمارے مضمون کا خلاصہ ہے ؎

بگذار ورد مثنوی و شغل غزل و شعر
ایں خود چہ چیز ہست اگر قدر آں نماید

یعنے لوگوں نے قرآن کریم کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس کے متعلق فیصلہ کر لیا۔ کہ یہ انسانوں کے سمجھنے کی چیز نہیں۔ اس کا بدل انہوں نے یہ بنایا۔ کہ قرآن کریم کی تلاوت کی بجائے مثنوی ان کی تلاوت میں رہنے لگی۔ ان کے وعظوں میں قرآن کریم کی آیات سے استناد کی بجائے مثنوی کے شعر بطور سند و نص پڑھے جانے لگے۔ اور وہ لذت جو قرآن کریم میں ہے۔ اس سے غافل ہو کر غزل و شعر میں پڑ گئے۔ اور خیالی نکتے چلانے لگے یا محض غزل و شعر کو ہی مقصود اصلی ٹھہرا لیا۔ حالانکہ

مقصود اصلی قرآن کریم تھا

اس لئے حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ جب قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ تو اس کی حقیقت سے غافل ہو گئے۔ اور اس کو تقویم پارینہ کی طرح پرے پھینک دیا۔ اور اس کی بجائے مثنوی و غزل و شعر کے ذکر و شغل میں پڑ گئے۔ اور اسی کو مقصود بنا لیا۔ تو یہ برا کیا۔ پس چاہیئے کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں ان چیزوں کو چھوڑ دو۔ اور اصل چیز جو قرآن کریم ہے۔ اس کو ہی اپنا قبلۂ مقصود بناؤ۔ کیونکہ اگر قرآن کریم ہی بے قدر ہو گیا۔ تو پھر یہ مثنوی و غزل و شعر کچھ بھی چیز نہیں ہیں۔ ہاں اگر یہ شغل ہو اور صرف اسی لئے ہو۔ کہ اس سے خدمت قرآن اور اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ مقصود ہو تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

پس شاعری جائز ہے۔ کونسی شاعری؟ وہی جس سے قوم میں کام کرنے کی روح اور مقصود اصلی تک پہنچنے کے لئے

ایک ولولہ و جوش اور امنگ

پیدا ہو۔ اور لوگوں کے قلوب میں اشعار کے ذریعہ

حق کی محبت بیٹھ جائے۔ اور اسی مضمون کو حضرت اقدس نے اپنے ایک اور شعر میں یوں ادا فرمایا ہے کہ:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق ॥ اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

مطلب یہ کہ حضرت مسیح موعود نے جو عربی و فارسی و اردو میں شعر فرمائے ہیں ان سے مقصود اپنے شاعرانہ کمالات کا اظہار نہیں۔ کیونکہ خدا کی طرف سے آپ کو جو رتبہ دیا گیا ہے وہ شاعر کی حیثیت سے بہت بلند اور وراء الورا ہے۔ ہاں آپ جو بات برنگ شعر فرماتے تھے اسکی غایت صرف یہ تھی کہ لوگوں کے دل میں حق بیٹھ جائے۔

پس جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں ہماری جماعت خدا کی طرف سے حق کی اشاعت کے لئے مامور ہے اسلئے ہمیں ان تمام خداداد ذرائع کو حق کے پھیلانے کے لئے استعمال میں لانا چاہیئے۔ ان خداداد ذرائع میں سے ایک ذریعہ اشاعت حق شاعری بھی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس سے کام نہ لیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے پاس اس قسم کے لوگ ہیں جو فن شعر میں کمال رکھتے ہوں۔ اس کے جواب میں ہم بڑی خوشی سے یہ کہینگے۔ کہ ہاں! خدا نے جہاں اپنے مسیح کو ہر قسم کے باکمال عنایت فرمائے ہیں۔ ان کاملین میں باکمال شعراء بھی ہیں۔

اگرچہ شاعری کیلئے اُستادی اور شاگردی کی حاجت نہیں بلکہ یہ ایک فطری جوہر ہے جو ماحول کے اثرات سے خود بخود چمک اٹھتا ہے لیکن **اردو شاعری** میں ابتداء سے شاگردی استادی کا رواج بھی چلا آتا ہے۔ اسی رسم کے ماتحت کسی شاعر کے متعلق جب سوال اٹھتا ہے تو یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ وہ کس بڑے شاعر کا شاگرد ہے اسلئے اگر اسی معیار پر دیکھا جائے۔ تو ہم میں دور گذشتہ کے نامی شعراء کے ممتاز شاگرد موجود ہیں چنانچہ غالب و ذوق کے بعد جو اردو کے زبردست شعراء ہوئے ہیں وہ حالی۔ امیر۔ داغ اور جلال ہیں۔ چنانچہ حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی جنھوں نے غالب کو بھی دیکھا ہے غالب کے پایہ ناز شاگرد حالی کے شاگرد ہیں آپ نے آئینہ حق نما کے نام سے سلسلہ کی تائید میں ایک طویل مثنوی لکھی تھی۔ جسکے بعض حصے اتنے موثر ہیں کہ جنکی حد نہیں۔ اور پھر جناب خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رامپوری ہیں جو نواب فصیح الملک داغ دہلوی کے شاگرد ہیں اور میرے قابل احترام بزرگ جناب سید حافظ مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری ہیں جو منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی مرحوم لکھنوی کے ممتاز شاگردوں میں سے ایک ہیں۔ پھر خاکسار کے ماموں جناب مولوی محمد نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی ہیں۔ جو جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال مرحوم لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ اسی طرح سلسلہ حقہ کے[1] مشہور شعراء میں جناب مولانا سید صادق حسین صاحب صادق اٹاوی بھی ہیں۔ جو اگرچہ کسی شاعر کے شاگرد تو نہیں۔ مگر اپنی شاعری کے لحاظ سے بہت بلند پایہ رکھتے ہیں۔ جناب ثاقب نے سلسلہ کی تائید میں اپنی نظم کے ذریعہ کئی مفید کام کئے ہیں مثلاً آپ نے ہدیہ ثاقب کے نام سے کشتی نوح کو منظوم کیا تھا۔ جو مدت ہوئی۔ شایع ہو چکا۔ اسی طرح آپکے اور بھی بعض رسالے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے شاعرانہ کمالات کے لحاظ سے شہرت خاص رکھتے ہیں۔ اور واقعی اس فن میں اُستاد کہلانے کے مستحق ہیں۔ پھر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ہیں۔ جن کے اشعار موثر اور پر سوز ہوتے ہیں۔

اسی طرح نوجوانوں میں جناب مولانا سید ابو محمد محفوظ الحق صاحب علمی اور جناب حکیم و ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی بھی ہیں۔ ان کی نظموں میں بھی ایک خاص شان اور لذت و کیفیت ہوتی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ یہ حضرات اپنے خداداد ملکہ سے کام نہ لیں۔ اور خدا کے دین کی خدمت کے لئے نظم نہ لکھیں۔ لوگوں کے پاس اصلی مضامین نہیں ہوتے۔ اس لئے مجبوراً خیالی مضامین لکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے شعراء کے سامنے ایک سے ایک بڑھکر شاندار اور اصلی و واقعی مضمون ہے۔ اور وہ صحیح نظر موجود ہیں۔ جن سے شاعری کامیاب ہوا کرتی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہمارے شعراء تبلیغ دین میں اس ذریعہ سے کام نہ لیں۔ جو ایک موثر اور کامیاب ذریعہ ہے۔

لیکن یہ بھی سچ ہے۔ کہ جس طرح قرآن کریم کے مقابلہ میں عرب کے فصحاء خاموش ہو گئے۔ اور جو ایمان لائے ان میں سے بعض آیندہ کے لئے شعر گوئی سے تائب ہو گئے۔ اسی طرح یہاں بھی ہوا۔ کہ جب خدا نے اپنے

مسیح کے لبوں پر فصاحت و بلاغت کے دریا

جاری کر دئے۔ تو وہ لوگ جن کو نور قلب اور بصیرت عطا ہوئی تھی۔ اور فصاحت و بلاغت سے بھی حصہ رکھتے تھے خدا کے مسیح پر ایمان لائے۔ اور آیندہ کے لئے گویا خاموش ہو گئے۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ احمدیت کے قبل وہ جس میدان میں داد سخنوری دیا کرتے تھے۔ وہ بہت تنگ تھا۔ اور

احمدی ہو کر

جس میدان میں آئے۔ وہ بہت وسیع اور محیر العقول تھا اس لئے حیرت و استعجاب نے ان کو خاموش کر دیا کیونکہ اب وہ جس شخص کا کلام سنتے اور جس کی تحریر پڑھتے تھے۔ وہ خدا کی روح سے بولتا اور خدائی تصرف سے لکھتا تھا۔ اس لئے جو اثر۔ جو جذب۔ جو روح اور جو شان اس کے کلام میں تھی۔ وہ انہوں نے نہ پہلے دیکھی تھی نہ سنی۔ اس لئے ان کا خاموش ہونا قدرتی امر تھا۔ مگر اب انہیں خاموش نہیں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ

اب خاموشی کا وقت نہیں

اب کام کا وقت ہے۔ اور اب انہوں نے اس آب زلال کو بہانا ہے۔ جو مسیح موعود کے ذریعہ دنیا میں آیا۔ مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن یہ اس سے شب و روز سیراب ہوتے ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ وہ خدا کے

دین کی تائید کیلئے شعر کہیں

اور اسی غرض سے کہیں۔ کہ دین حق پھیلے۔ قرآن کریم کی شان ظاہر ہو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین غالب اور احمد کی آواز چار دانگ عالم میں گونج جائے اور اس کی صداقت کا سکہ دلوں میں بیٹھ جائے۔ جو شعراء اس اصلی مقصد کو اپنی شاعری میں مد نظر نہیں رکھینگے تو انہیں چاہیئے کہ وہ شعر ہی نہ کہیں۔ کیونکہ اس قسم کی شاعری مفید ہونے کی بجائے مضر ہے

---

[1] ان بزرگوں اور دوستوں کے علاوہ ہماری جماعت میں اور حضرات بھی قابل شاعر ہیں۔ جن کا ذکر بخوف طوالت نہیں ہو سکا۔ اور ساتھ ہی ان بزرگوں کا ذکر بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو فارسی اور عربی میں داد سخنوری دیتے ہیں ✦

غزل

از جناب مولوی سید صادق حسین صاحب صادق - مختار عدالت
و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

شیعوں کی انجمن معین المومنین (اٹاوہ) کا مصرع طرح یہ تھا "علی بعد از نبی ہیں سب سے بہتر" میں نے جو غزل اس طرح میں لکھی - اور ان کے جلسہ میں شریک ہو کر خود پڑھی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے :- (صادق)

یہ قرآں ہے ہمارا سب سے بہتر
نہیں کوئی کتاب اس کے برابر

خدا اس کا ہے حافظ یہ ہے محفوظ
ضیا ہے اس کی رشک مہر انور

نہیں اس میں ہلاکت کی کوئی بات
کہ ہے تعلیم اس کی روح پرور

حدیث اس کے مخالف ہو تو سمجھو
کسی کی یاوہ گوئی ہے سراسر

یہ قرآنی شہادت ہے کہ افضل
نبیؐ کے بعد ہیں صدیق اکبر

کھلے نخل خلافت میں ہیں دو پھول
ہر اک ہے رنگ و بو میں خوب و بہتر

سبھی شان والے او صیا ہیں
علی بعد از نبی ہیں سب سے بہتر

اگر ہو عاشق روئے الٰہی
بنو تم خادم شرع پیمبر

محبت کا ہے جس کی تم کو دعویٰ
کہا اس کا تو مانو اے برادر

بنو تم پیرو قرآن و سنت
یہی ہے موسو ارشاد حیدر

بنینگے بدعتی دوزخ کے کندے
بچو بدعت سے ہے یہ قول جعفر

تیرا یہ قول سچا ہے الٰہی
کہ حزب اللہ ہوتا ہے مظفر

ضرورت ہے عیاں مصلح کی یارو
ہوئی ہے حالت اسلام ابتر

بلائے جاں ہے اب طول شب ہجر
نکلتا کیوں نہیں خورشید خاور

خزانہ میں خدا کے ہے کمی کیا
جسے چاہے بنادے وہ تونگر

بھلا انسان کیا اس کا بگاڑے
خدا جس کو بنانا چاہے افسر

زباں کو تھام بد گوئی سے مومن
بہت ہی خوب ہے یہ پند حیدر

قسم کھا کر کہا مولا علی نے
جو ہے نہج البلاغہ میں مقرر

نہیں میں نے کبھی حق کو چھپایا
نہ جھوٹی بات آئی ہے زباں پر

جو ہوں سارے عرب لڑنے کو تیار
لڑوں میں بے خطر ان سے برابر

نہ دکھلاؤں کبھی میں پشت ان کو
اتاروں گردنیں ان کی سراسر

اسی کا خون ہے میری رگوں میں
بنے دشمن زمانہ کچھ نہیں ڈر

بھگا دے لشکر اعدا کو دم میں
غلام حیدر کرار و صفدر

مرے چبھتے ہوئے فقرے عدو کو
نظر آتے ہیں گویا تیر و نشتر

مرے شوق شہادت کا اثر ہے
کہ بت کہنے لگے اللہ اکبر

ہوا زخمی جگر تیر نظر سے
ادا کا چل گیا ہے دل پہ خنجر

پہ پیچھے میں نے سر اپنا جھکایا
چلائیں شوق سے آپ اپنے خنجر

رخ رنگین کی جیب دیکھی طراوت
تو آب شرم میں ڈوبے گل تر

تڑپتا ہے مرے پہلو میں ہر دم
دل بے تاب مثل برق مضطر

سہے ہیں نے بتوں کے ظلم اتنے
کلیجہ ہو گیا ہے میرا پتھر

پھری جب سے نظر اس دلربا کی
مری تقدیر نے کھایا ہے چکر

غلام حضرت مہدیؑ ہے صادق
کرے خالق اسے خلقت کا رہبر

اعلان حق

ہمارے پاس حکیم سیف الدین صاحب غیر مبایعین کی انجمن اشاعت اسلام فیروزپور کے سابق سکرٹری کی طرف سے ایک مراسلت بغرض اشاعت موصول ہوئی ہے - جسے ہم حکیم صاحب موصوف کی حسب خواہش الفضل میں شائع کرتے ہیں :-

(نائب ایڈیٹر)

ایہا الاحباب ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

ہمارے حضرت مخدوم مولوی محمد علی صاحب امیر قوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند مانتے ہیں - ملاحظہ ہو - النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱ لغایت ۱۱۵ - اخیری سطر تک -

برادران ! عذاب طاعون دنیا کے لئے کس کے لئے نشان تھا - حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے لئے تھا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا - ترجمہ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ میں کسی قوم کو عذاب میں گرفتار نہیں کرتا - جب تک کہ میں انہیں ان کے گناہوں سے ایک رسول کے ذریعہ اطلاع نہ کرلوں - قولہٗ تعالیٰ :-

ما کان ربک مہلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امہا رسولًا - ترجمہ - خدا کسی ایک ملک میں عذاب نہیں بھیجتا - جب تک کہ اس ملک کے درمیان ایک رسول پیدا نہ کرے -

کیا طاعون کو عذاب مانتے ہو یا نہیں - اگر طاعون کو عذاب مانتے ہو - تو بالضرور تمہارے درمیان اللہ کا رسول نازل ہوا *

کیا قرآن مجید کو مانتے ہو یا نہیں۔ اگر قرآن مجید کو مانتے ہو تو یہ ارشاد قرآن مجید میں مندرج ہے۔ اور یہ ارشاد قرآن مجید نے ہم کو ہمارے سمجھانے کے لئے بتلایا ہے۔ تاہم مدعی رسالت کو مان لیں۔ اور اس کے ارشاد کی پوری پوری تعمیل کریں ۞

کوئی فرمائیگا۔ کہ ایسے رُسول محدث بھی ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ پہلے دنیا سے اس کو منوا تو لیتے۔ پھر اس بحث میں پڑتے۔ اچھا ابھی بھی چند منٹ غور کر لو۔ سنیئے قرآن مجید نے حسب علامات متذکرہ صدر رُسول کا وعدہ دیا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ یہ رُسول کس قسم کے انبیاء سے ہے یا صرف محدث ہے۔

اول۔ میں مانتا ہوں کہ اُمت محمدیہ میں محدثوں کا بھی وعدہ ہے۔

دوم۔ میں مانتا ہوں کہ امت محمدیہ میں غیر تشریعی انبیاء کا بھی وعدہ ہے۔ چنانچہ ہمارے مابین متنازعہ مسئلہ نبوت غیر تشریعی ہے۔ اس لئے میں نبوت غیر تشریعی کا ثبوت پیش کرتا ہوں ۞

(الف) ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔

(ب) فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول۔

اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہ سے حدیث امام محمد طاہر گجراتی نے تکملہ مجمع بحار الانوار میں درج کی ہے۔

(ج) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ وھذا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں۔ کہ خاتم النبیین حضرت رسول کریم ؐ کو کہو۔ مگر یہ مت کہو۔ کہ ان کے بعد نبی نہیں۔ اور یہ امر ان کی حدیث کے برخلاف نہیں ہے۔ کہ ان کے پیچھے دوسرا نبی نہیں۔ اسواسطے کہ مُراد اس سے حضرت رسول کریم ؐ کی یہ تھی۔ کہ میرے پیچھے دوسرا اس قسم کا نبی نہیں ہے۔ کہ میری شریعت کو منسوخ کرے ۞

(د) حدیث۔ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً

(ھ) العلماء ورثۃ الانبیاء۔

(و) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

(ز) حضرت امام محی الدین ابن عربی رض کتاب فصوص الحکم میں لکھتے ہیں کہ نبوت دو اقسام پر ہے۔ تشریعی۔ غیر تشریعی۔ جو نبوت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ختم ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا شارع نبی بھی نہیں ہے۔ اور نہ دوسری کوئی شریعت ہے۔ البتہ غیر تشریعی نبوت قیامت تک باقی ہے۔ اور یہ فیض صرف اسلام میں بالواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتا ہے ۞

(ح) حضرت محی الدین ابن عربی رض فتوحات مکیہ جزو دوم باب ۷۳ صفحہ ۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر اور پیدا ہونے پر منقطع ہو گئی ہے۔ وہ نبوت تشریعی ہے۔ اور مقام نبوۃ کا منقطع نہیں ہوا ہے۔ کسی قسم کی شرع پھر آنیوالی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور شریعت محمدیہ میں کچھ زیادتی کر سکتا ہے۔ اور حضرت رسول اللہ کی یہ حدیث کہ رسالت اور نبوت منقطع ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔

(ط) مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کتاب دافع الوسواس فی اثر ابن عباس میں بھی ایسا ہی تحریر فرماتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری حدیث لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

ای لو عاش لکان من اتباعہ کعیسیٰ ؑ وخضر والیاس فلا یناقض قولہ خاتم النبیین اذا المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہٗ

(ی) ابن کوریہ شیرازی اپنی سند پر اخبار العارفین میں حضرت ذوالنون مصری رح سے کہتا ہے

یکون فی ھذہ الامۃ فی کل مائۃ سنۃ فترت تموت الحکماء والعلماء ثم یبعث اللہ علی عدد الانبیاء حکماء فیریدون الخلق الی اللہ وھم بمثابۃ الانبیاء لاھل الزمان۔ انتہی۔

(ک) حضرت مجدد صاحب سرہندی رح فرماتے ہیں:۔ درمیان اُمتاں ہمیں اُمت بہ تبعیت بایں تجلی مخصوص اند بایں دولت عظمیٰ مشرف۔ لہٰذا خیر الامم گشتہ وعلمائے ایشاں انبیائے بنی اسرائیل شدہ۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ط واللہ ذوالفضل العظیم۔

(ل)۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ الیواقیت والجواہر جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں۔ فان مطلق النبوت لم یرتفع وانما ارتفع نبوت التشریع کما یوید ہ حدیث من حفظ القراٰن فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ فقد قامت بھذہ النبوۃ بلا شک وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی۔ واعنی بھا نبوۃ التشریع التی لا تکون بعد للاولیاء۔

(م) حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رح اپنی تفسیر عزیزی میں لا ینال عہدی الظالمین الخ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ امامت قیامت تک حضرت ابراہیم کی اولاد میں باقی ہے۔ وہ اولاد جو مسلمان ہے۔ اور کامل امامت نبوت ہے۔ یعنی بزرگ اور کامل امام کو نبوت حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ رسول اللہ ؐ کا ظل اور بروز ہوتا ہے۔ اور وہ خلافت کے لائق ہے۔

(ن) مصنف نظم السلوک یا تائیہ فارضیہ جو ایک بزرگ صوفی گذرا ہے۔ اس کا عقیدہ یہ ہے۔

چہ فعالمنا منھم نبی ومن دعا الی الحق منا قام بالوسیلۃ۔ ترجمہ۔ کہ ہمارا ایک ربانی عالم صاف معنوں میں نبی ہے۔ اور وہ کوئی جو ہم میں سے حق کی طرف داعی ہو۔ وہ تمام رسالتوں کا قائم مقام ہوتا ہے۔

پھر وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مسلمانوں کا زمانہ دو حصوں پر منقسم ہے۔ ایک عہد محمدی ہے۔ اور دوسرا عہد جمالی احمدی ہے۔ اور اس جمال احمدی عہد کے سلسلہ کا سردار ایک اولوالعزم عارف آنیوالا ہے۔ اور وہ تمام اولوالعزم مُرسلوں کا اکیلا قائم مقام ہے۔ اب دیکھو۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء کس کا الہام ہے۔ اور سات سو سال کے بعد پیشگوئی کس عمدگی سے پُوری ہوتی ہے۔

(س) پھر وہ فرماتے ہیں کہ ختم نبوت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ فیض نبوت بند ہو گیا ہے۔ بلکہ ختمیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ حضرت رسول کریم ؐ کے صادق تابعداروں کی

موجودگی میں دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہی تابعداران حضرت نبی کریم آنام اور نبی ہونگے ۔

(ف) تفسیر حضرت شاہی کے مصنف کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ نبوۃ دو قسم پر ہے۔ ایک نبوت تشریعی جو کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ اور دوسری نبوت غیر تشریعی اور یہ غیر تشریعی نبوت اُمت محمدیہ میں قیامت تک باقی ہے بس برادران اسقدر ثبوت کے ہوتے ہیں کیونکر نبوت غیر تشریعی سے انکار کر سکتا ہوں۔ جبکہ یہ نعمت امت محمدیہ میں تا قیامت باقی ہے ۔

اس کے بعد یہ سوال رہا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت غیر تشریعی نبوت ہے۔ یا صرف محدثیت ہے۔ سو اس کا ثبوت حضرت مسیح موعود کی تحریرات ہیں۔ میں اسجگہ ایک دو حوالہ پیش کرتا ہوں ۔

" اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے۔ جو صاحب شریعت ہو یا بلاواسطہ متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ اور وہی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہو گی۔ مگر نبوت شریعت والی اور نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔ الخ

ریویو بر مباحثہ مابین بٹالوی و چکڑالوی ص۷

" کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملیگا۔ جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا۔ تاکہ وہ اعتراض جس کا ذکر ان شانئک ھو الابتر میں کیا ہے۔ دور کیا جائے۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو۔ اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے۔ لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو " ریویو ص۶

برادران! برائے خدا غور کرو۔ یہ تحریر صاف ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو صاف الفاظ میں دعویٰ نبوت۔ نبوت غیر تشریعی کا ہے۔ مگر بالواسطہ اور نبوت تشریعی اور بلا واسطہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم مانتا ہے۔ بھلا اب ہم کون ہیں۔ جو آپ کی (حضرت مسیح موعود کی) نبوت کا نام صرف محدثیت رکھیں۔ اور آپ کو محدث پکاریں۔ آپ اسپر غور نہیں کرتے۔ کہ محدث قومی اسرائیل میں بھی تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود صرف محدث ہی ہوتے۔ تو پہلی امتوں کے محدثوں سے اپنی نسبت دیتے۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود نے اپنی نسبت انبیاء بنی اسرائیل سے دی ہے۔ متلاشیان حق جواب سے غور سند کریں۔ والسلام

خاکسار محمد سیف الدین احمدی سابق سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فیروزپور شہر

احمدیہ مسجد لنڈن

رفتار چندہ

سید محمد ایوب صاحب قانونگوئی۔ بیٹیاہ۔ ضلع چمپارن عہ
جماعت کھجووال۔ ضلع جالندھر لعہ
منشی غلام حسین صاحب پٹواری احمدنگر صر
قاضی محمد حسین صاحب لوروال۔ ڈاکخانہ رڈرس صر
ڈاکٹر عبدالکریم صاحب ایڈک براہ بنوں ۵ عہ
جماعت فیروزپور عار
جماعت چک ۲۷۔ سرگودہ۔ نہر جہلم للعہ
شہاب الدین خان صاحب ایس نیک۔ بیرکپور ۵ عہ
نذیر محمد خان صاحب امیر پور۔ یو۔ پی صر
ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب مع اہلیہ۔ کوہاٹ
انجمن بمعہ غلام نبی۔ ضلع گورداسپور عہ
ماسٹر محمد علی صاحب مدرس ہائی سکول۔ قادیان عہ
جماعت لدھیانہ عار۔ جماعت انبالہ شہر اللعہ
جماعت لکھنؤ عار۔ جماعت منصوری للعہ
جماعت کلکتہ۔ صار۔ مستری الٰہ دین صاحب جہلم عار
قاضی امیر حسین صاحب۔ علی پور۔ ملتان عہ
عبداللہ الٰہ دین صاحب۔ حیدرآباد دکن صار
الٰہ دین ابراہیم صاحب " " صار

مولا بخش صاحب۔ مڈھ رانجھا۔ ضلع شاہ پور عہ
چودہری غلام احمد صاحب کریام۔ جالندھر صر
میاں عبدالستار صاحب۔ کانپور للعہ
انجمن سرہند۔ پٹیالہ للعہ
انجمن قنالپور۔ ملتان عہ۔ انجمن کوہاٹ عہ
شیخ محمد حسین صاحب سب جج۔ علی گڈھ عار
چودہری عبدالعزیز صاحب کلوڈیریک قادیان عہ
جماعت فیروزپور لعہ
میاں نور محمد صاحب ملازم ام المومنین عار
میاں سلطان بخش صاحب پیروشاہ گورداسپور عہ
بابو محمد حسین صاحب صر۔ عبدالرحمن صاحب صر
جماعت سہارنپور لعہ۔ عبداللہ صاحب بنجاہ غیر احمدی برام پانہ جالندھر
کریم بخش صاحب غیر احمدی برام پانہ جالندھر صر
عبدالرحیم صاحب پٹواری " " " عار
محمد صاحبداد صاحب مراد آباد عہ
مسماۃ ناموں زوجہ نواب خان صاحب سفید پوش برام پانہ جالندھر صر
غلام رسول صاحب جیٹی رسالہ۔ رعیہ سیالکوٹ عار
نظام الدین صاحب نیشنر۔ سب پوسٹماسٹر بٹی پور صر
وزیر حسین صاحب رمنا۔ ڈھاکہ صر
شیخ یعقوب علی صاحب سکندر آباد عہ
جماعت مالاکنڈ۔ پشاور عہ
مولوی بقا محمد صاحب مدرس آڑہ ضلع جہلم ۸
جماعت بلب گڈہ عہ۔ سید عابد حسین صاحب تحصیلدار رینالہ عہ
شیخ منظور علی صاحب سب انسپکٹر پولیس جلال پور۔ جونپور صر
جماعت منی پور۔ آسام للعہ
بابو عنایت حسین خان صاحب۔ سب انسپکٹر بجنور عہ
میاں میراں بخش صاحب نہیر فردش۔ قادیان لعہ
جماعت غوث گڈہ۔ پٹیالہ لعہ

الاعتذار

یہ اخبار ۸ صفحے پر شائع ہوتا ہے۔ وجہ یہ کہ کاغذ لاہور سے وقت پر نہ پہونچا جس کیلئے میں تین ہفتے سے خط وکتابت کر رہا تھا پہلے تو جواب آیا کہ کاغذ بالکل موجود نہیں ہے۔ بارے شکر ہے۔ کاغذ مل گیا گو بہت گراں۔ اب دوسری روک یہ ہے۔ کہ مطبع ضیاء الاسلام کے پے درپے دو پتھر ٹوٹ گئے ہیں۔ اس لئے نئے پتھر آنے تک اخبار بمشکل آٹھ صفحے چھپ سکا کرے گا۔ یہ مجبوری تقدیری ہے۔ ہمارے اختیار کی بات نہیں۔ - مینیجر الفضل قادیان

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)